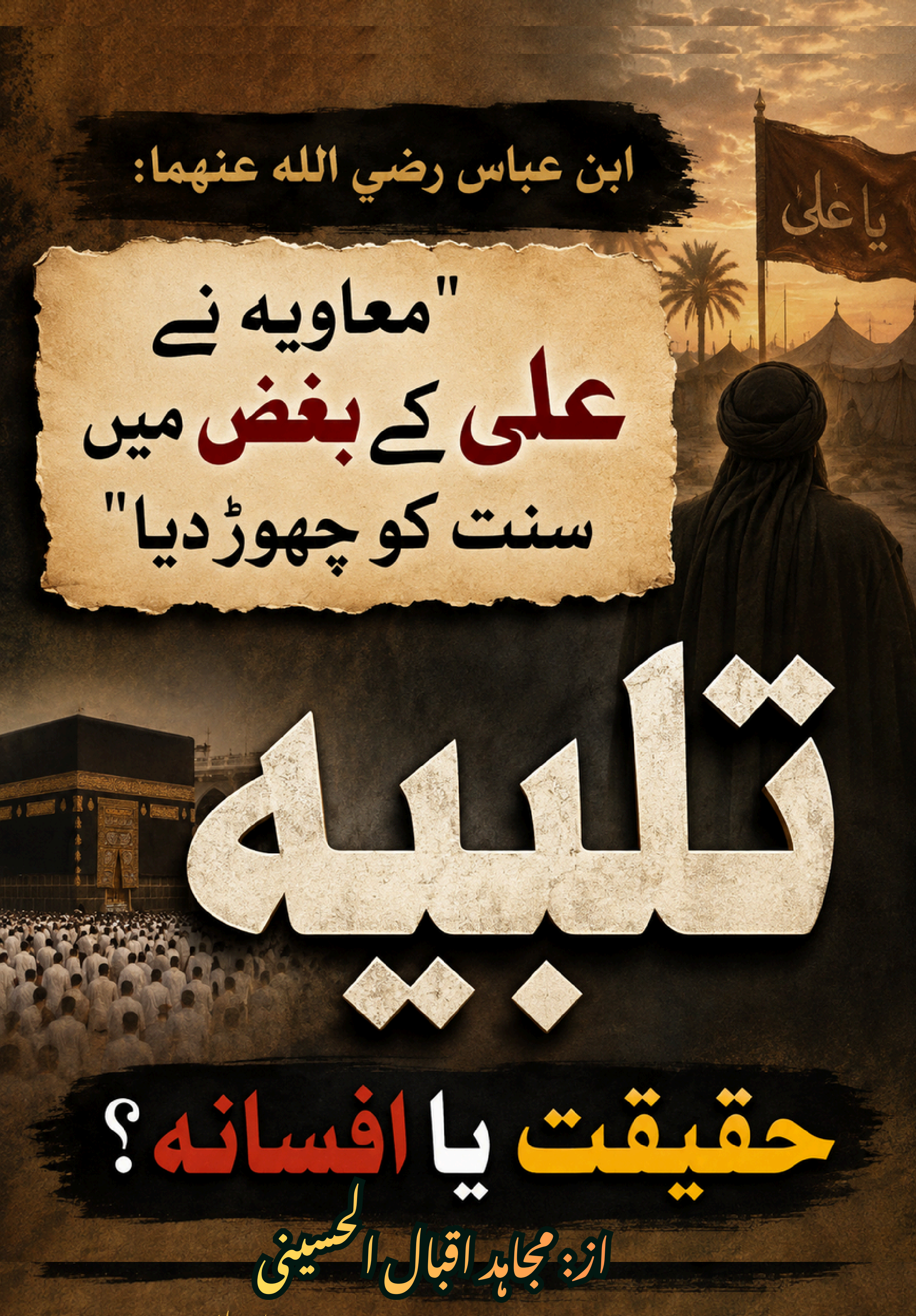
ابن عباس رضي الله عنهما:
"معاویہ نے
علی کے بغض میں
سنت کو چھوڑ دیا"
یا علی
تلبیہ
حقیقت یا افسانہ؟
از: مجاہد اقبال الحسینی

پہلی روایت:

سعید بن جبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

میں عرفات کے مقام پر ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا، اس وقت وہ انار کھا رہے تھے۔ انہوں نے فرمایا:

"رسول اللہ ﷺ نے عرفہ کے دن روزہ نہیں رکھا، اور ام الفضل رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کی طرف دودھ بھیجا، تو آپ ﷺ نے اسے نوش فرمایا۔"

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

"اللہ فلاں پر لعنت کرے! اس نے حج کے سب سے عظیم دن کا رخ کیا اور اس کی زینت (یعنی تلبیہ) کو مٹا دیا۔ حج کی زینت تو صرف تلبیہ ہے۔"

[مسند أحمد، رقم 1870، وإسناده صحيح، ایوب کا سعید بن جبیر سے سماع ثابت اور مسلم ہے، اور ایوب مدلس نہیں تھے، لہذا یہ روایت سماع پر محمول کی جائے گی، خاص صراحتِ سماع کی حاجت نہیں۔]

إلا هٰذا الحديث.

١٨٧٠ - حدثنا إسماعيلُ، حدَّثنا أيوبُ، قال: لا أدْرِي أسمعتُه من سعيد بنِ جُبَيْر، أم نُبِّئْتُه عنه؟ قال:

أَتَيْتُ على ابنِ عبَّاسٍ بعَرَفَة وهو يأكُلُ رُمَّاناً، فقال: أَفْطَرَ رسولُ الله ﷺ بعَرَفَة، وبعَثَتْ إليه أُمُّ الفَضْلِ بلَبَنٍ، فشَرِبَه. وقال: لَعَنَ الله فلاناً، عَمَدُوا إلى أعظمِ أيَّامِ الحجِّ، فَمَحَوا زِينَتَه، وإنما زِينةُ الحجِّ التَّلْبيةُ(١).

١٨٧١ - حدثنا إسماعيل، حدثنا أيوبُ

عن عِكرمة: أن عليّاً حَرَّقَ ناساً ارتَدُّوا عن الإسلامِ، فَبلَغَ ذٰلك ابنَ عبَّاسٍ، فقال: لَمْ أكُنْ لِأُحَرِّقَهُم بالنَّارِ، إنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «لا

---

(١) حديث صحيح، رجاله ثقات رجال الشيخين. أيوب: هو ابن أبي تميمة السختياني.

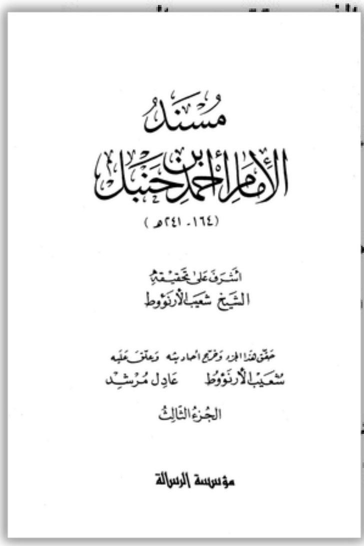

ورواه هٰكذا على الشك ابن أبي شيبة ص١٨٠ (الجزء ...
عن ابن علية، بهٰذا الإسناد.

وهو في «المسند» (٣٢٦٦) من غير شك عن سفيان ...
جبير، به.

وهو كذٰلك عند النسائي في «الكبرى» (٢٨١٥) عن أح...
إسماعيل بن علية، عن أيوب، عن سعيد بن جبير، به. ...
الله . . .

ورواه أيضاً كذٰلك (٢٨١٩) من طريق محمد بن عيسى ...
أيوب، عن عكرمة وسعيد، عن ابن عباس. وسيأتي برقم (...١٦
وانظر (٢٥١٧) و(٢٩٤٦) و(٣٢١٠).

وقوله: «لعن الله فلاناً . . .» هو من كلام ابن عباس رضي الله عنهما، ونسبه في «كنز العمال» (١٢٤٣٠) إلى ابن جرير الطبري.

پہلی روایت:

پتہ یہ چلانا ہے کہ یہ "فلاں" کون تھا جس پر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے لعنت کی!!!

اس سند کے راوی: أیوب السختیانی نے "فلاں" کے الفاظ استعمال کیے، مگر انشاء اللہ آپ پر یہ واضح ہو جائے گا کہ وہ "فلاں" کون تھا جس نے تلبیہ چھوڑا۔

خود ابن عباس رضی اللہ عنہما کی زبانی:

دوسری روایت:

سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے مروی ہے، وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک دن عرفہ کے موقع پر معاویہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

جان لو! اُس نے اِس دن تلبیہ ترک کر دیا ہے، کیونکہ علی اس میں تلبیہ پکارتے تھے۔

[أحكام القرآن للطحاوي، ج 2، ص 182، رقم 1514، وهذا سندٌ صحيحٌ ولا غبارَ عليه]

نوٹ: اس سند کے تمام رجال اعلیٰ درجے کے موثّق ہیں۔
پس اس روایت سے معلوم ہو گیا کہ جس پر انہوں نے لعنت کی تھی وہ کون تھا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مطابق اس نے کیوں تلبیہ چھوڑا تھا۔

سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے مروی ہے، وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک دن عرفہ کے موقع پر معاویہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

جان لو! اُس نے اِس دن تلبیہ ترک کر دیا ہے، کیونکہ علی اس میں تلبیہ پکارتے تھے۔

[أحكام القرآن للطحاوي، ج 2، ص 182، رقم 1514، وإسناده صحيح، لا غبار عليه]

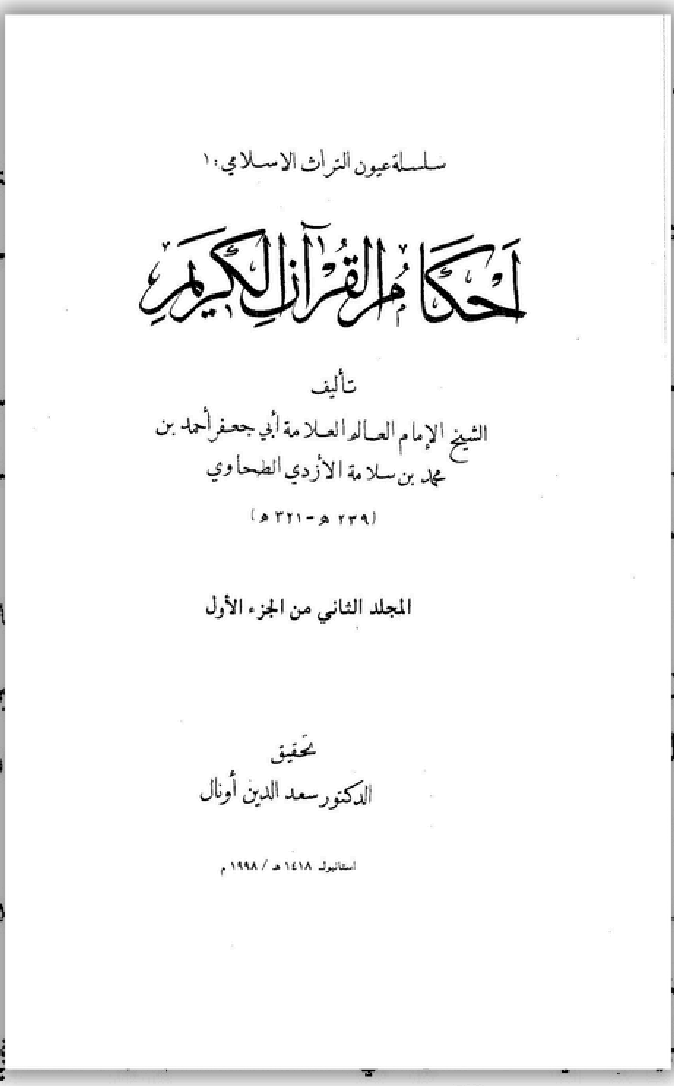
سلسلة عيون التراث الاسلامي : ١

أحكام القرآن الكريم

تأليف

الشيخ الإمام العالم العلامة أبي جعفر أحمد بن
محمد بن سلامة الأزدي الطحاوي
(٢٣٩ هـ - ٣٢١ هـ)

المجلد الثاني من الجزء الأول

تحقيق
الدكتور سعد الدين أونال

استانبول ١٤١٨ هـ / ١٩٩٨ م

وقد روى عن عمر أيضاً أنه ...

١٥١٢ — قد حدثنا محمد ...
حماد بن سلمة ، عن قيس بن سعد ، ...
الخطاب يلبي غداة مزدلفة (١) .

فكان من روى عن عمر التل...
رووا عنه التلبية بعد ذلك . فهذا ما ...
اعتبرنا ما روى عن علي بن أبي طالب ...

١٥١٣ — قد حدثنا ، قال ...
بن العوام ، عن محمد بن اسحاق ، عن ...
بن علي ، فكان يهل حتى رمى جمرة ال...
أبي يفعل ذلك ، وأخبرني أن رسول ...
قال : فرجعت إلى ابن عباس ...
٨١/ب رسول الله / صلى الله عليه وسلم لبى ...
فأخبر الحسن بن علي عن عل...
قطع التلبية في الحج كمثل ما ذكرنا عن عمر رضي الله عنه . وقد ذكر ابن عباس عن علي ما يدل على أن مذهبه كان عنده في ذلك هذا المذهب أيضاً كما :

١٥١٤ — قد حدثنا فهد بن سليمان ، قال حدثنا أحمد بن عبد الله بن يونس ، قال حدثنا فضيل ، عن عبيد المكتب ، عن سعيد ، عن ابن عباس قال : قال يوماً وهو بعرفة، وذكر معاوية : أما أنه ترك التلبية في هذا اليوم ، لأن عليا كان يلبي فيه (٣) .

وهكذا كان عبد الله بن مسعود يذهب إليه في ذلك أيضاً كما :

١٥١٥ — حدثنا ابراهيم بن مرزوق ، قال حدثنا وهب بن جرير ، قال حدثنا شعبة ، عن أبي إسحاق ، عن عبد الرحمن بن يزيد قال : كنت مع عبد الله بعرفة فلبى

(١) ذكره ابن حزم في المحلى ، ١٣٤/٥ .
(٢) أخرجه البيهقي في السنن ، ١٣٨/٥ ؛ وذكره ابن حزم في المحلى ، ١٣٦/٥ .
(٣) ما عثرت عليه في المراجع المتوفرة لدي .

دوسری روایت: راوی: فہد بن سلیمان

ایک شخص نے اس روایت کی سند پر اعتراض کرتے ہوئے کہا:
"اس کی سند میں موجود طحاوی کے شیخ، فہد بن سلیمان بن یحییٰ کی کوئی معتبر توثیق موجود نہیں ہے۔ علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: «رجاله ثقات غير فهد بن سليمان البصري ترجمه ابن أبي حاتم ولم يذكر فيه جرحا ولا تعديلا» اس کے راوی ثقہ ہیں سوائے فہد بن سلیمان البصری کے، ان کا ترجمہ ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے لیکن اس میں کوئی جرح یا تعدیل بیان نہیں کی۔ [التعلیق علی صحیح ابن خزیمہ، تحت الحدیث: 188]"۔

عرض یہ ہے کہ یہ شیخ البانی رحمہ اللہ کا پرانا موقف تھا، چنانچہ بعد میں خود شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: «إسناده صحيح وفهد بن سليمان المصري قال ابن يونس: كان ثقة ثبتا وسائر رجاله ثقات» اس کی سند صحیح ہے اور فہد بن سلیمان المصری کے بارے میں ابن یونس نے کہا ہے کہ وہ 'ثقہ ثبت' تھے، اور باقی تمام راوی بھی ثقہ ہیں۔
[التعلیق علی صحیح ابن خزیمہ، تحت الحدیث: 930]

دوسری روایت: راوی: فهد بن سلیمان

فہد بن سلیمان بن یحیی کی توثیق:

- یہ امام طحاوی رحمہ اللہ کے شیخ ہیں۔ خود امام طحاوی رحمہ اللہ نے ان کی سند سے ایک طویل روایت ذکر کرنے کے بعد فرمایا: «فهذا حديث متصل صحيح الإسناد» یہ حدیث متصل اور صحیح الاسناد ہے۔ [شرح معانی الآثار، ج 7، ص 244–247، رقم 5083]
- یہ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ کے بھی شیخ ہیں، ان کی حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں چار مقامات پر لیا [رقم الحدیث: 18، 483، 487 اور 930]۔
- الإمام المتقن ابن يونس المصري رحمہ اللہ فرماتے ہیں: «وكان ثقة ثبتا» وہ ثقہ اور ثبت (پختہ) تھے۔ [تاریخ دمشق لابن عساکر، ج: 49، ص: 247، وإسناده صحيح]
- حافظ ابو عوانہ نے ان کی حدیث کو صحیح مستخرج علی صحیح مسلم میں لیا۔ [مستخرج أبي عوانة- ط الجامعة الإسلامية، ج 12، ص 77، رقم 5272]

دوسری روایت: راوی: فہد بن سلیمان

- حاکم نیشاپوری رحمہ اللہ تعالی نے ان کی حدیث کو المستدرک میں لیا اور فرمایا: «هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الإِسْنَادِ عَلَى شَرطِ الشَّيخَينِ... وَلَم يُخرِجَاهُ» یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح الاسناد ہے لیکن انہوں نے اسے روایت نہیں کیا۔
- ذہبی نے موافقت کی [مستدرک مع التعلیق - رقم: 8154]
- ان کی روایت کو شیخ ضیاء الدین المقدسی نے الاحادیث المختارہ میں ذکر کیا۔ [الاحادیث المختارہ، ج: 7، ص: 96]
- علامہ عینی نے ان کی روایت کردہ سند کے بارے میں کہا: «وهذا إسناد صحيح، ورجاله أئمة ثقات» یہ سند صحیح ہے، اور اس کے راوی ثقہ ائمہ ہیں [نخب الأفکار، ج: 3، ص: 505]

محدثین کا کسی روایت یا سند کی تصحیح کرنا اس روایت یا سند کے تمام راویوں کی توثیق ہوتی ہے۔ دیکھئے نصب الرایۃ للزیلعی [ج 3، ص 264؛ ج 1، ص 149] اور الاقتراح لابن دقیق العید [ص 55] و غیر هما.

معلوم ہوا کہ محدثین کے نزدیک فہد بن سلیمان بن يحيى الكوفي (ثم البصري، ثم المصري) ثقہ و ثبت ہیں، الحمد للہ، فحدیثہ صحیح۔

دوسری روایت: علّت کی حقیقت:

جاہل اسد الطحاوی (رضاخانی) لکھتا ہے:

یہ روایت معلل و منکر ہے ۔ اس روایت میں امام طحاوی کے شیخ یا شیخ الشیخ سے تسامح ہوا ہے اور ر وایت کا متن تبدیل کر دیا ہے ۔اور روایت کو حضرت ابن عباس کی طرف منسوب بھی کر دیا ۔

جبکہ یہی روایت اس سے عالی سند سے مروی ہے جس کا سند و متن درج ذیل ہے :

امام الفاكهي (المتوفى: 272ھ) مختصر سند سے روایت کرتے ہیں:

حدثنا محمد بن زنبور قال: "ثنا فضيل بن عياض، عن عبيد المكتب، عن سعيد بن جبير"

قال: " إنما ترك معاوية رضي الله عنه التكبير في يوم عرفة؛ لأن علي بن أبي طالب رضي الله عنه كان يكبر فيه "

سعید بن جبیر تابعی کہتا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے یوم عرفہ کی تکبیر کو اس لیے ترک کیا کیونکہ حضرت علی اس دن تکبیر کہتے تھے ۔

إسناده صحيح على سعيد بن جبير

[أخبار مكة ، برقم: 2784، وقال المحقق عبد الملك عبد الله دهيش واسناده صحيح]

دوسری روایت: علّت کی حقیقت:

اس کے بعد یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی کہ یہ قول سعید بن جبیر رحمہ اللہ کا ہے۔

جواباً عرض یہ ہے کہ سند میں ایک راوی کم ہونے کا یہ مطلب کہاں سے نکل آیا کہ وہ سند زیادہ محفوظ ہے، جبکہ امام طحاوی رحمہ اللہ کی سند کے تمام راوی اعلیٰ درجے کے ثقہ راویوں میں سے ہیں۔

اخبار مکہ للفاکہی کی یہ روایت شاذ (ضعیف) ہے، کیونکہ فاکہی کے استاذ محمد بن زنبور متکلم فیہ ہیں:

حاکم رحمہ اللہ جیسے متساہل امام نے فرمایا: «ليس بالمتين عندهم، تركه محمد بن إسحاق ابن خزيمة» وہ ان (محدثین) کے نزدیک مضبوط راوی نہیں، محمد بن اسحاق ابن خزیمہ نے اسے ترک کر دیا تھا۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ نے انہیں الثقات [ج 9، ص 116] میں ذکر کیا، مگر ساتھ ہی فرمایا: «رُبمَا أَخطَأَ» کبھی کبھی ان سے خطا ہو جاتی تھی۔ امام ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا: «صدوق له أوهام» وہ صدوق ہیں، ان سے اوہام واقع ہوئے ہیں۔ [تقریب التہذیب، ص 478، رقم 5886]

دوسری روایت: علّت کی حقیقت:

اگرچہ امام نسائی رحمہ اللہ کی توثیق کی وجہ سے محمد بن زنبور حسن الحدیث ہیں، لیکن اس روایت میں ان سے وہم ہوا ہے، کیونکہ انہوں نے ان سے اوثق راویوں کی مخالفت کی ہے، جنہیں امام طحاوی رحمہ اللہ اپنی سند سے لائے ہیں:

"فهد بن سليمان عن أحمد بن عبد الله بن يونس اليربوعي به"۔

یہ سند "محمد بن زنبور به" والی سند سے بدرجہا بہتر ہے۔

محمد بن زنبور نے بعض الفاظ کو بھی حذف کر دیا اور ابن عباس کا واسطہ بھی گرا دیا۔

جبکہ امام طحاوی رحمہ اللہ والی روایت، سندا ومتنا محفوظ ہے:

اس کے پہلے راوی فہد بن سلیمان ہیں، جن کی توثیق ان کے اپنے معاصرین اور شاگردوں سے گزر چکی ہے اور ان پر کوئی جرح نہیں، جبکہ اس سند میں ان کے شیخ احمد بن عبداللہ بن یونس الیَربوعی بھی زبردست ثقہ ہیں (جیسا کہ آگے آرہا ہے)۔

آگے دونوں کی وہی سند ہے سعید بن جبیر رحمہ اللہ تک۔

دوسری روایت: علّت کی حقیقت:

احمد بن عبد اللہ بن یونس الیَربوعي کی توثیق:

- امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ جیسے متشدد امام نے ان کے بارے میں فرمایا: «کان ثقة متقناً» وہ ثقہ اور نہایت پختہ راوی تھے۔ [الجرح والتعدیل، ج 2، ص 57، وإسناده صحیح]
- ایک شخص نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا کہ آپ کے نزدیک ہم کس سے حدیث لکھیں؟ تو فرمایا: «اخرج إلی أحمد بن یونس فإنه شیخ الإسلام» احمد بن یونس کے پاس جاؤ، کیونکہ وہ شیخ الاسلام ہیں۔ [المعرفة والتاریخ للفسوي، ج 2، ص 180، وإسناده صحیح]
- امام نسائی رحمہ اللہ نے فرمایا: «ثقة» وہ ثقہ ہیں۔ [تسمیة الشیوخ للنسائي، ص 90، رقم 109]
- امام ابن حبان رحمہ اللہ نے انہیں الثقات میں شامل کیا۔ [الثقات، ج 8، ص 359]
- حافظ ابن سعد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: «وکان ثقة صدوقا صاحب سنة» وہ ثقہ، سچے اور صاحبِ سنت تھے۔ [الطبقات لابن سعد، ط. الخانجي، ج 8، ص 529]

دوسری روایت: علّت کی حقیقت:

- امام عجلی رحمہ اللہ نے فرمایا: «ثقة، صاحب سنة» وہ ثقہ اور صاحبِ سنت تھے۔ [الثقات للعجلي، بتحقيق قلعجي، ص 48، رقم 7]
- حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: «الإمام الحجة الحافظ» وہ امام، حجت اور حافظ تھے۔ [سير أعلام النبلاء، ط. مؤسسة الرسالة، ج 10، ص 457]
- حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: «ثقة حافظ» وہ ثقہ حافظ تھے۔ [تقريب التهذيب، ص 81، رقم 63]

عثمان بن ابی شیبہ رحمہ اللہ (حسن الحدیث) نے ان کے بارے میں «ثقة وليس بحجة» کہا، لیکن حافظ عراقی رحمہ اللہ نے اس پر فرمایا: «قلت اليربوعي أوثق من عثمان، قال فيه أحمد بن حنبل شيخ الإسلام، وقال أبو حاتم كان ثقة متقناً، وقال النسائي ثقة، وقال ابن سعد والعجلي ثقة صدوق صاحب سنة، وقال الخليلي ثقة متفق عليه، وقال ابن قانع ثقة مأمون، وذكره ابن حبان في الثقات» میں کہتا ہوں کہ (أحمد بن عبد الله) یربوعی خود عثمان (بن أبي شيبة) سے زیادہ ثقہ ہیں، کیونکہ ان کے بارے میں امام احمد بن حنبل نے شیخ الاسلام، ابو حاتم نے ثقہ متقن، نسائی نے ثقہ، ابن سعد اور عجلی نے ثقہ صدوق صاحبِ سنت، خلیلی نے ثقہ متفق علیہ، ابن قانع نے ثقہ مامون کہا، اور ابن حبان نے انہیں الثقات میں ذکر کیا۔ [ذيل ميزان الاعتدال، ص 34، رقم 96]

دوسری روایت: علّت کی حقیقت:

اب بتا ئیے، کون جاہل فہد بن سلیمان، جو ثقہ و ثبت ہیں، عن احمد بن عبداللہ بن یونس الیَربوعی، جو ثقہ، صدوق، متقن، حافظ، حجت اور شیخ الاسلام ہیں، کی سند کو محمد بن زنبور کی سند پر ترجیح نہیں دے گا، جبکہ محمد بن زنبور کے بارے میں امام نسائی کی توثیق کے ساتھ امام حاکم کی جرح، ابن خزیمہ کا ترک، ابن حبان کا «رُبمَا أَخطَأَ» اور ابن حجر کا «صدوق لہ أوھام» بھی موجود ہے؟؟

اور یہ بات معلوم ہے کہ ترجیحِ اسناد میں سب سے پہلے اس کے رواۃ کی عدالت و ضبط کو دیکھا جاتا ہے۔ اگر ایک سند کے رواۃ دوسری سند کے مقابلے میں زیادہ اوثق ہوں تو اوثق سند کو ترجیح دی جائے گی۔ اختصار یا طولِ سند پر تب بات ہوگی جب دونوں اسانید کے رواۃ کی عدالت و ضبط یکساں ہو۔

تیسری روایت:

حضرت سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ عرفات میں تھا۔ انہوں نے فرمایا: ”کیا وجہ ہے کہ میں لوگوں کو لبیک پکارتے ہوئے نہیں سنتا؟“ میں نے کہا: ”وہ حضرت معاویہ سے ڈرتے ہیں۔“ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنے خیمے سے باہر نکلے اور بلند آواز سے پکارا:

لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ۔

”اے اللہ! میں حاضر ہوں اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں۔“ پھر فرمایا: ”انہوں نے تو علی (رضی اللہ عنہ) کے بغض کی وجہ سے تلبیہ کی سنت کو ہی چھوڑ دیا ہے۔“

[سنن النسائي، رقم 3009؛ صحيح ابن خزيمة، رقم 2830؛ المستدرك للحاكم، ج 1، ص 636، رقم 1706، وصححه الحاكم ووافقه الذهبي؛ إسناده حسن لذاته؛ لأن خالد بن مخلد القطواني ثقةٌ صدوقٌ حسنُ الحديث، ولا يضرُّ روايته عن شيوخه، مدنيين كانوا أو غير مدنيين، فالجمهور يحتجون به، وإن كان شيخه كوفيًّا أيضًا، كما سيأتي.]

٣٠٠٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ الْأَوْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ صَالِحٍ عَنْ مَيْسَرَةَ بْنِ حَبِيبٍ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ بِعَرَفَاتٍ فَقَالَ: مَا لِي لَا أَسْمَعُ النَّاسَ يُلَبُّونَ؟ قُلْتُ: يَخَافُونَ مِنْ مُعَاوِيَةَ، فَخَرَجَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِنْ فُسْطَاطِهِ فَقَالَ: لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ! لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ تَرَكُوا السُّنَّةَ مِنْ بُغْضِ عَلِيٍّ.

٣٠٠٩-حضرت سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس ؓ کے ساتھ عرفات میں تھا۔ وہ فرمانے لگے: کیا وجہ ہے کہ میں لوگوں کو لبیک پکارتے نہیں سنتا؟ میں نے کہا: وہ حضرت معاویہ ؓ سے ڈرتے ہیں۔ حضرت ابن عباس ؓ اپنے خیمے سے نکلے اور بلند آواز سے پکارا: لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ. تعجب ہے کہ انھوں نے حضرت علی ؓ سے بغض رکھنے کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کی سنت چھوڑ دی ہے۔

فائدہ: معلوم ہوتا ہے کہ عرفات میں لبیک کہنے میں اختلاف ہو گیا تھا۔ حضرت علی ؓ قائل تھے۔ ان کے سیاسی مخالفین نے دینی مسائل میں بھی ان کی مخالفت شروع کر دی' حالانکہ سیاسی مخالفت کا اثر مذہب اور مسلک پر نہیں پڑنا چاہیے۔ خیر! لبیک رمی تک وقفے وقفے سے کہتے رہنا چاہیے۔ عرفات ہو یا مزدلفہ۔ یہ جمہور کا مسلک ہے۔ بعض فقہاء' مثلاً: حسن بصری کے نزدیک یوم عرفہ کی صبح کے بعد لبیک نہیں کہنا چاہیے۔ اور بعض کے نزدیک وقوف شروع ہونے کے بعد لبیک ختم کر دیا جائے۔ مسلک جمہور راجح ہے کیونکہ اس کی تائید صحیح احادیث سے ہوتی ہے' لہٰذا وہی درست ہے' باقی سب اقوال قیاسی ہیں۔

(المعجم ١٩٨) - اَلْخُطْبَةُ بِعَرَفَةَ قَبْلَ الصَّلَاةِ (التحفة ١٩٨)

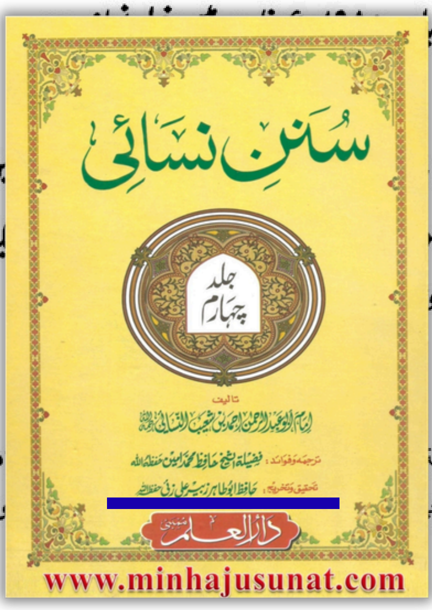

٣٠١٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ نُبَيْطٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ

٣٠١٠ [illegible] ں
نے رسو [illegible] ب
سرخ او [illegible]

٣٠٠٩ـ [إسناده حسن] وهو في الكبرى، ح: ٣٩٩٣.

٣٠١٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، المناسك، باب الخطب [illegible] ف
السند، وهو في الكبرى، ح: ٤٠٠٠. * سلمة رواه عن رجل من الحي [illegible] وله
شواهد عند أبي داود، ح: ١٩١٧ وغيره.

تیسری روایت: قطوانی کی غیر مدنی شیوخ سے روایات

بعض نے اس روایت کی سند پر اعتراض کیا ہے:

"امام ابن رجب رحمہ اللہ (المتوفیٰ 795ھ) نے فرمایا:

«ذكر الغلابي في تاريخه. قال: القطواني يؤخذ عنه مشيخة المدينة، وابن بلال فقط يريد سليمان بن بلال. ومعنى هذا أنه لا يؤخذ عنه إلا حديثه عن أهل المدينة، وسليمان بن بلال منهم.»

غلابی نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے کہ قطوانی سے صرف مشیخۂ مدینہ کی روایات لی جاتی ہیں، اور ابن بلال، مراد سلیمان بن بلال ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ قطوانی سے صرف اہلِ مدینہ کی مرویات لی جاتی ہیں، اور سلیمان بن بلال بھی اہلِ مدینہ میں سے ہیں۔ [شرح علل الترمذي لابن رجب، تحقیق ہمام: ص 775-776]

لیکن اس استدلال میں کئی قابلِ غور امور ہیں۔

خالد بن مخلد کی غیر مدنی (کوفی) شیخ کی روایت کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا، اور اس سے احتجاج کیا۔ معلوم ہوا کہ ابن خزیمہ رحمہ اللہ کے نزدیک خالد بن مخلد کا غیر مدنی شیخ سے روایت کرنا یہ اس کی روایت میں موجب ضعف نہیں، بلکہ اس کے باوجود حجت ہے۔

«خالد بن مخلد القطواني»

ومنهم خالد بن مخلد القطواني[٢].

ذكر الغلابـي في تاريخه. قال: القطواني يؤخذ عنه مشيخة المدينـة، وابن بلال فقط يريد سليمان بن بلال[٣].

---

(١) هذا الحديث أخرجه الترمذي ٤/٤٩٤ عن علي بن أبي طالب ــ رضي الله عنه ــ.
إذا فعلت أمتي خمس عشرة خصلة حل بها البلاء، ف
إذا كان المغنم دولاً والأمانة مغنماً، والزكاة مغرماً وأ
صديقه وجفا أباه وارتفعت الأصوات في المساجد،
الرجل مخافة شره، وشربت الخمور، ولبس الحرير، و
آخر هذه الأمة أولها، فليرتقبوا عند ذلك ريحاً حمراء أ
قال أبو عيسى: هذا حديث غريب، لا نعرفه من ح
هذا الوجه، ولا نعلم أحداً رواه عن يحيى بن سعيد
والفرج بن فضالة قد تكلم فيه بعضهم، وضعفه من
وغير واحد من الأئمة.

(٢) خالد بن مخلد القطواني، أبو الهيثم، كوفي روى عن
يتشيع.
تهذيب ١١٦/٣؛ الجرح والتعديل (١/ قسم ٢/ ٥٤

(٣) سليمان بن بلال التيمي القرشي، روى عن هشام
(ت ١٧٢).
تهذيب ١٧٥/٤؛ مشاهير علماء الأمصار، ص ١٤٠؛

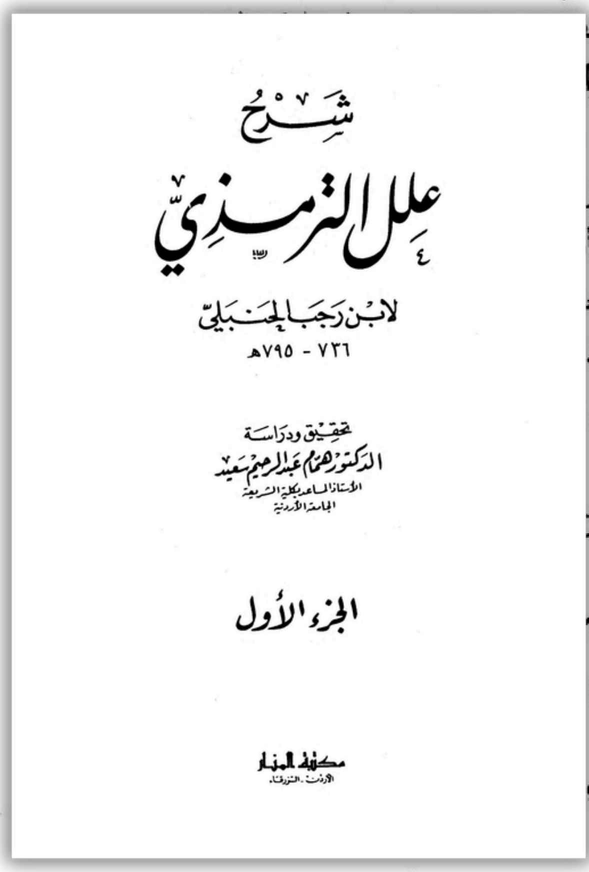

ومعنى هذا أنه لا يؤخذ عنه إلا حديثه عن أهل المدينة، وسليمان بن بلال منهم، لكنه أفرده بالذكر.

(وقال الإمام أحمد: كان ابن عيينة حافظاً إلا أنه في حديث الكوفيين له غلط كثير)[١].

* * *

تیسری روایت: قطوانی کی غیر مدنی شیوخ سے روایات

1۔ غلابی کا تفرد اور ائمۂ حدیث کی مخالفت

خود امام ابن رجب رحمہ اللہ نے اس قول کو نقل کرنے کے بعد فرمایا: «لكنه أفرده بالذكر» لیکن غلابی اس بات کو ذکر کرنے میں منفرد ہیں۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ ابن معین رحمہ اللہ کے شاگرد غلابی کا منفرد قول ہے، اور دوسری طرف بڑے ائمۂ حدیث اسی معاملے میں اس کے برخلاف خالد بن مخلد کی غیر مدنی شیوخ سے مروی روایات کو صحیح قرار دے کر اپنی کتب میں بطورِ احتجاج پیش کر رہے ہوں، تو غلابی کے اس منفرد قول کی حیثیت خود بخود واضح ہو جاتی ہے۔

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے خالد بن مخلد القطوانی کی اسی روایت، جس میں ان کے شیخ علی بن صالح کوفی ہیں، اپنی صحیح میں بطورِ احتجاج ذکر کی ہے۔ [صحیح ابن خزیمہ، رقم 2830]

نوٹ: ذہبی اور حاکم رحمہما اللہ نے بھی اس روایت کی تصحیح کرکے بخاری اور ابن خزیمہ رحمہما اللہ کی تائید کی۔

[دیکھیے: المستدرک للحاکم، رقم: 1706]

خالد بن مخلد کی غیر مدنی (کوفی) شیخ کی روایت کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا، اور اس سے احتجاج کیا۔ معلوم ہوا کہ ابن خزیمہ رحمہ اللہ کے نزدیک خالد بن مخلد کا غیر مدنی شیخ سے روایت کرنا یہ اس کی روایت میں موجب ضعف نہیں، بلکہ اس کے باوجود حجت ہے۔

فوائد:......شافعی، مالک، ابوحنیفہ اور جمہور علماء کا موقف ... لیے یوم عرفہ کا روزہ چھوڑنا مستحب ہے، ابن منذر نے ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان بن عفان ... رحمہ اللہ سے بھی یہی قول نقل کیا ہے۔ پھر جمہور علماء نے یہ استدلال نبی ﷺ کے فعل سے اخذ ... لیے بھی افضل ہے کہ وقوف عرفہ کے آداب اور مناسک حج کے اہم ارکان کی ادائیگی میں بھی ... کے لیے راحت وتسکین اور مشقت سے بچنے کا ذریعہ ہے۔ (شرح النووی: ۷/ ۳۸)

۲۵۳...... بَابُ اسْتِحْبَابِ التَّلْبِيَةِ بِعَرَفَاتٍ وَ عَلَى الْمَوْقِفِ إِحْيَاءً لِلسُّنَّةِ إِذْ بَعْضُ النَّاسِ قَدْ كَانَ تَرَكَهُ فِي بَعْضِ الْأَزْمَانِ

میدانِ عرفات اور موقف میں تلبیہ پکارنا مستحب ہے تاکہ یہ سنت زندہ رہے کیونکہ کچھ لوگوں نے بعض مخصوص اوقات میں تلبیہ کہنا چھوڑ دیا تھا

۲۸۳۰۔ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ ، ثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ ، ثَنَا عَلِيُّ بْنُ صَالِحٍ ، عَنْ مَيْسَرَةَ بْنِ حَبِيبٍ ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو ....

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ ، قَالَ: كُنَّا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ بِعَرَفَةَ ، فَقَالَ لِي: يَا سَعِيدُ ، مَا لِي لَا أَسْمَعُ النَّاسَ يُلَبُّونَ ؟ فَقُلْتُ: يَخَافُونَ مِنْ مُعَاوِيَةَ . قَالَ: فَخَرَجَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِنْ فُسْطَاطِهِ ، فَقَالَ: لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ ، فَإِنَّهُمْ قَدْ تَرَكُوا السُّنَّةَ مِنْ بُغْضِ عَلِيٍّ . قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَخْبَارُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى الْجَمْرَةَ بَيَانُ أَنَّهُ كَانَ يُلَبِّي بِعَرَفَاتٍ .

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہم عرفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھے، تو انھوں نے مجھے کہا: اے سعید! کیا وجہ ہے کہ مجھے لوگوں کے تلبیہ پکارنے کی آواز نہیں آرہی؟ میں نے عرض کیا: وہ حضرت معاویہ سے ڈرتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنے خیمے سے نکلے اور کہنے لگے: لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ۔ ”اے اللہ! میں حاضر ہوں، اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں۔“ ان لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دشمنی کی وجہ سے تلبیہ کی سنت کو چھوڑ دیا ہے۔ امام ابوبکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کی یہ احادیث کہ آپ جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے تک مسلسل تلبیہ کہتے رہے تھے، اس بات کی دلیل ہیں کہ آپ میدان عرفات میں تلبیہ پکارتے تھے۔

(۲۸۳۰) اسنادہ صحیح، سنن نسائی، کتاب مناسك الحج، باب التلبية بعرفة، حديث: ۳۰۰۹۔ مستدرك حاكم: ۱/ ۴۶۴-۴۶۵.

تیسری روایت: قطوانی کی غیر مدنی شیوخ سے روایات

اسی طرح امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی خالد بن مخلد القطوانی کی روایت کو، جس میں ان کے شیخ علی بن مسہر کوفی ہیں، سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کے فضائل میں اپنی صحیح محض متابعت کے طور پر نہیں بلکہ بطورِ احتجاج ذکر لیا ہے۔

[صحیح البخاری، رقم 3717]

پس سوال یہ ہے کہ امام بخاری اور امام ابن خزیمہ رحمہما اللہ کے مقابلے میں غلابی کے اس منفرد قول کی حیثیت کیا باقی رہ جاتی ہے؟

جب امام بخاری اور امام ابن خزیمہ رحمہما اللہ خالد بن مخلد کی غیر مدنی شیوخ سے مروی روایات کو قبول کرکے اپنی صحاح میں بطورِ احتجاج پیش کر رہے ہیں، تو محض غلابی کے ایک منفرد قول کی بنیاد پر خالد بن مخلد کی غیر مدنی شیوخ سے مروی ہر روایت کو ضعیف قرار دینا کس قدر مضبوط علمی منہج ہے، یہ اہلِ علم خود فیصلہ کر سکتے ہیں۔

خالد بن مخلد کی غیر مدنی (کوفی) شیخ کی روایت کو امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں اس سے احتجاج کیا۔ معلوم ہوا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک خالد بن مخلد کا غیر مدنی شیخ سے روایت کرنا یہ اس کی روایت میں موجب ضعف نہیں، بلکہ اس کے باوجود حجت ہے۔

[بَابُ] مَنَاقِبِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ

باب: زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: هُوَ حَوَارِيُّ النَّبِيِّ ﷺ وَسُمِّيَ الْحَوَارِيُّونَ لِبَيَاضِ ثِيَابِهِمْ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ وہ نبی کریم ﷺ کے حواری تھے اور انہیں (حضرت عیسیٰ علیہ السلام ک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مش

www.KitaboSunnat.com

کہتے ہیں (بعض لوگوں نے ان

تشریح: آپ کی کنیت ابوعبداللہ قریشی ہے۔ ان کی والدہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا عبدالمطلب کی بیٹی میں اسلام لائے۔ ان کے چچا نے دھوئیں میں ان کا دم گھونٹ دیا تاکہ یہ اسلام چھوڑ دیں۔ مگر ی غزوات میں شریک رہے۔ لمبے قد اور گورے رنگ کے تھے۔ ایک ظالم عمرو بن جرموز نامی نے بصرہ کی سرزمین پر ۳۶ھ میں بعمر چونسٹھ سال ان کو شہید کر دیا۔ وادی سباع میں دفن ہوئے، پھر ان کو بصرہ میں منتقل کیا گیا۔ (رضی اللہ عنہ)

٣٧١٧ـ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَخْبَرَنِي مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ قَالَ: أَصَابَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رُعَافٌ شَدِيدٌ سَنَةَ الرُّعَافِ حَتَّى حَبَسَهُ عَنِ الْحَجِّ وَأَوْصَى فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ: اسْتَخْلِفْ فَقَالَ: وَقَالُوهُ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: وَمَنْ؟ فَسَكَتَ فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ آخَرُ أَحْسِبُهُ الْحَارِثَ فَقَالَ: اسْتَخْلِفْ فَقَالَ عُثْمَانُ: وَقَالُوهُ؟ فَقَالَ: نَعَمْ قَالَ: وَمَنْ هُوَ؟ قَالَ: فَسَكَتَ قَالَ: فَلَعَلَّهُمْ قَالُوا: الزُّبَيْرَ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُ لَخَيْرُهُمْ مَا عَلِمْتُ وَإِنْ كَانَ لَأَحَبَّهُمْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. [طرفه في: ٣٧١٨]

(۳۷۱۷) ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، کہا ہم سے علی بن مسہر نے، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ مجھے مروان بن حکم نے خبر دی کہ جس سال نکسیر پھوٹنے کی بیماری پھوٹ پڑی تھی اس سال عثمان رضی اللہ عنہ کی اتنی سخت نکسیر پھوٹی کہ آپ حج کے لئے بھی نہ جا سکے اور (زندگی سے مایوس ہو کر) وصیت بھی کر دی، پھر ان کی خدمت میں قریش کے ایک صاحب گئے اور کہا کہ آپ کسی کو اپنا خلیفہ بنا دیں۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا، کیا یہ سب کی خواہش ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے پوچھا کہ کسے بناؤں؟ اس پر وہ خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد ایک دوسرے صاحب گئے۔ میرا خیال ہے کہ وہ حارث تھے۔ انہوں نے بھی یہی کہا کہ آپ کسی کو خلیفہ بنا دیں۔ آپ نے ان سے بھی پوچھا کیا یہ سب کی خواہش ہے؟ انہوں نے کہا، جی ہاں۔ آپ نے پوچھا، لوگوں کی رائے کس کے لئے ہے، اس پر وہ بھی خاموش ہو گئے۔ تو آپ نے خود فرمایا، غالباً زبیر کی طرف لوگوں کا رجحان ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں۔ پھر آپ نے فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میرے علم کے مطابق بھی وہ ان میں سب سے بہتر ہیں اور بلا شبہ وہ رسول اللہ ﷺ کی نظروں میں بھی ان میں سب سے زیادہ محبوب تھے۔

تشریح: یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی رائے تھی کہ وہ حضرت زبیر کو اپنے بعد خلیفہ نامزد کر دیں مگر علم الٰہی میں یہ مقام حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے مخصوص تھا۔ اسی لئے تقدیر کے تحت چوتھے خلیفہ راشد حضرت علی رضی اللہ عنہ قرار پائے۔ اسی ترتیب کے ساتھ یہ چاروں خلفائے راشدین کہلاتے ہیں اور اسی ترتیب سے ان سے ان سب کی خلافت برحق ہے۔

تیسری روایت: قطوانی کی غیر مدنی شیوخ سے روایات

2۔ کیا یہ جرحِ مفسر ہے؟

دوسری اہم بات یہ ہے کہ غلابی کے اس قول کو جرحِ مفسر قرار دینا بھی محلِ نظر ہے۔

جرحِ مفسر وہ جرح ہے جس میں راوی کے ضعف کی علت بیان کی گئی ہو۔ لیکن یہاں غلابی نے صرف یہ کہا کہ ان سے اہلِ مدینہ کی روایات لی جاتی ہیں۔

کیا کسی راوی کی صرف کسی مخصوص طبقے سے مروی روایت کو قبول کرنا جرحِ مفسر ہے؟

اگر ہاں، تو پھر اس جرح کی علت کیا ہے؟

کیا خالد بن مخلد کو غیر مدنی شیوخ سے سماع میں کوئی مسئلہ تھا؟

انہیں وہم ہوجاتا تھا؟ یا ان کے صدق پر کوئی سوال تھا؟

غلابی کے کلام میں ان میں سے کسی علت کی صراحت موجود نہیں۔

اگر یہ واقعی جرحِ مفسر ہوتی تو غلابی کے اپنے کلام ہی سے اس کی علت واضح ہوجاتی۔

تیسری روایت: قطوانی کی غیر مدنی شیوخ سے روایات

بلکہ اگر آج کسی کو غلابی کے کلام کو جرحِ مفسر ثابت کرنے کے لیے خود ان تمام ممکنہ وجوہ میں سے کوئی وجہ تلاش کرکے پیش کرنا پڑ رہی ہے، تو یہی اس بات کی دلیل ہے کہ غلابی نے اپنی عبارت میں علتِ جرح بیان نہیں کی، بلکہ محض عدمِ قبول کا ذکر کیا ہے۔

زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ انہوں نے خالد بن مخلد کی بعض مخصوص مرویات کے بارے میں ایک قید یا عدمِ قبول نقل کیا ہے؛ لیکن اس قید کی علت واضح نہیں کی مگر جمہور کے مخالف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

جو حضرات خود کو محقق کہتے ہیں، ان سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ جرحِ مبہم کو جرحِ مفسر بنانے کے بجائے پہلے یہ ثابت کریں کہ غلابی کے کلام میں جرح کی علت کیا بیان ہوئی ہے۔

فیا للعجب!

خلاصہ کلام یہ ہے:

اگر کوئی شخص ضدی بن کر سنن نسائی اور صحیح ابن خزیمہ کی اس روایت کا انکار بھی کر دے، تو پھر بھی یہ بات ثابت کرنے کے لیے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا موقف یہ تھا کہ حضرت معاویہ نے بغضِ علی رضی اللہ عنہ میں سنت کو چھوڑا ہے، احکام القرآن للإمام الطحاوی کی صحیح روایت ہی کافی ہے۔

جو لوگ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا وہ قول پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں نے "بادشاہت" کے لیے معاویہ سے بڑھ کر کوئی حق دار نہیں دیکھا، تو وہ یہ بھی جان لیں کہ ان کے نزدیک وہ بغضِ علی میں اتنے متعصب تھے کہ سنت کو ہی چھوڑ دیا، اور باقاعدہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے لعنت کی اس سنت کو ترک کرنے والے "فلاں" پر۔

فی امان اللہ، والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔